

سفارت، مفہوم اور ذمہ داریاں

حافظ محمد رفیق

سفارت

اس کا اصل سفر ہے، جس کے معنی پردہ اٹھانے کے ہیں۔ اور یہ ایمان کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسے

سفر الاعمامة عن الرايس التمار عن الوجه

(اس نے سر سے پگڑھی اور چہرے سے اوڑھنی اتار دی۔)

سفر کو وضوحہ۔ واضح کرنے کے لئے کسی چیز کو دور کر دینا جیسے:

سفرت المرأة وجهها اذا كشف النقاب عن وجهها^۲

(عورت نے اپنا چہرہ کھولا۔ جب اس نے نقاب کو اپنے چہرے سے دور کیا)

اور اسی سے ہے

سفرت بين القوم أسفر سفارة أي كشفت ما في قلب هذا وقلب هذا

لأصلح بينهم^۳۔

(میں نے لوگوں کے درمیان پردہ اٹھا دیا۔ اور سفر کیا، یعنی جو اس کے دل میں تھا اور جو اس کے دل میں تھا

اس کو میں نے کھول کر رکھ دیا، تاکہ ان کے درمیان صلح کر آسکیں۔)

حضرت علیؑ کے اقوال میں سے ہے انہوں نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ:

ان الناس قد استغفروني بينك وبينهم أي جعلوني سفيرا۔ وهو الرسول
 المصلح بين القوم يقال سفرت بين القوم اذا سمعت بينهم في الإصلاح۔
 لوگوں نے مجھے آپ کے اور اپنے درمیان سفیر بننے کے لئے کہا ہے، یعنی انہوں نے مجھے سفیر بنایا ہے اور
 سفیر، قاصد، الچی وہ ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرنے والا ہو، کہا جاتا ہے، میں نے لوگوں کے درمیان
 سفیر کیا۔ جبکہ میں نے ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کی۔

السفارة

قوم کے درمیان اصلاح یا صلح کی کوشش کرنا۔

سفارة

رسالت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے پیغمبر فرشتے اور آسمانی کتابیں لوگوں پر حقائق تکلف کرنے میں باہم
 شریک ہیں۔ اس لئے ان سب کو سفیر کہتے ہیں:

قرآن مجید میں ہے۔

اللّٰهُ يَعْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رِسَالًا وَمِنَ النَّاسِ .

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں میں سے جس کو چاہتا ہے رسول بن لیتا ہے، اور ان سے اپنی سفارت

کا کام لیتا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا

اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے،

السفير

(الف) اس فرستادہ کو کہا جاتا ہے جو صحیحیہ دلی کا مقصد واضح کرتا اور فریقین سے منافرت دور کرنے

کی کوشش کرتا ہے۔^۹

(ب) قوم کے درمیان صلح کرانے والا، اس اعتبار سے کہ وہ دونوں فریقوں کے دل کی بات کو باہر نکال کر معاملہ صاف کر دیتا ہے۔^{۱۰}

(ج) حکومت کا نمائندہ جو کسی دوسری حکومت کے صدر مقام میں حکومت پذیر ہو۔ اس کو اپنے ملک کی طرف سے مکمل اختیارات ہوتے ہیں کہ اہم معاملات پر دوسری حکومت سے گفت و شنید کرے۔ اس کو دہاں کے بادشاہ یا صدر مملکت سے ملاقات کا حق ہوتا ہے، جس ملک میں وہ مقیم ہوتا ہے وہاں کے قوانین سے وہ اور اس کے عملہ کارکانہ بالاتر سمجھے جاتے ہیں۔^{۱۱}

ترکی زبان میں سفیر کی وضاحت

۱۔ سفیر۔ ترکی زبان میں، ایلچی کہتے ہیں، یہ ایلچی خواہ کسی علاقے کی طرف سے ہو، اقوام کی طرف سے ہو، یا کسی حکومت کی طرف سے۔ اور اس میں جملہ پیشہ وارانہ صلاحیتیں موجود ہوں۔^{۱۲}

۲۔ ترکی کی بعض کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایلچی کا معنی حکمران بھی ہے یا حکمران کے خصوصی امتیازات سے نازنا تاہم مبادلہ سے قواتر کے ساتھ اس کے معنی "سفیر" یا "مستدہی" کے ہیں۔^{۱۳}

۳۔ بسا اوقات اس کے معنی خفیہ دستاویز بھی ملے گئے ہیں اور مذہبی خیالات کی عکاسی کرنے والا بھی ملتا

گیا ہے۔^{۱۴}

السفرة: المراد تخریجی ہے لسان العرب میں ہے

السفرة كتبة الملائكة الذين يعصون الاوامر^{۱۵}

(ان فرشتوں کی تخریج و اعمال کا اندراج کرتے ہیں)

ابن عرفہ کہتے ہیں:

سميت الملائكة سفرة لانهم يسفرون بين الله وبين انبياءه^{۱۶}

ان فرشتوں کو اس لئے سفر کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے نبیوں کے درمیان سفر کرتے ہیں

ابو بکر کہتے ہیں

” سموا سفرة لانهم ينزلون جوحي الله وبأخذه وملاقع به الصلاح

۱۴

بين الناس فشبهاوا بالسفراء الذين يصلحون بين الرجلين فيصلح شأنهما

دُشمنوں کو ”سفر“ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے اس کی وحی اور لوگوں کے درمیان اصلاح

پذیر باتیں لے کر نازل ہوتے ہیں۔ ان کو سفروں کے ساتھ بھی مشابہت ہے جو دو آدمیوں کے درمیان

صلح کراتے ہیں، تو ان کا معاملہ درست ہو جاتا ہے۔

اس سے مراد وہ فرشتے بھی ہیں جنہیں دوسری جگہ کلاماً کا تین^{۱۹} (عالی قدر لکھنے والے) کہا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

۲۲

بایدی سفرة کلام برة

(ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں کہ وہ بزرگ اور نیک کردار ہیں)

السفر:

اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں حقائق کا بیان ہو گیا وہ حقائق کو بے نقاب کرتی ہے اس کی جمع اسفار آتی ہے

(یعنی کتابیں) جیسے قرآن مجید میں ہے۔

” كمثل الحمار يحمل اسفارا“^{۲۱}

(ان کی مثال گدھے کی ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوئی ہوں)

سفارت

== اس قسم کی خدمت تھی کہ جب اہل قریش کسی دوسرے عربی قبیلہ سے جنگ کرتے اور اس سے صلح کا نکتہ

کنا چاہتے تو کسی سفیر کو بھیجتے تھے اور اگر کوئی خانہ دان کسی قسم کا فریقہ لانے کے ساتھ ان سے منافرت کرتا

تو سفیر کی کو منافرت لاتے اور اس کے حکم کو تسلیم کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے سب سے آخری

سینہ حضرت عمرؓ بن خطاب تھے جو اسلام لانے تک ۲۳ اسی عہدے پر مامور ہے۔

سفارتی شعبہ

کسی ملک کی حکومت میں سول سروس کے اس شعبہ کا نام جس کا منصب دوسرے ملکوں کی پوزیشن اور حکومتوں سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا ہوتا ہے۔^{۲۳}

مستقل سفارتی ادارہ

پہلے صنعتی انقلاب سے مادی ترقی کے تمام شعبے متاثر ہوئے اور مواصلات کے ساتھ نقل و عمل کے ذرائع بھی بہتر سے بہتر رقم ہو گئے جس سے معاشرتی زندگی میں جو ختم ہو کر رہ گیا۔ دیاستوں اور قوموں کے رابطہ کی سہولتیں عام ہو گئیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی نئے معاشی تقاضوں نے نئے مسائل پیدا کر دیئے۔ آئے دن مفادات کے ٹکراؤ سے جو مسائل سامنے آتے تھے۔ ان کے حل کے تمام ممکنہ طریقوں کو بروئے کار لایا جانے لگا۔ ظاہر ہے فی سفارت میں بھی وسعت پیدا ہوئی اور یہ ہر ریاست کا مستقل ادارہ بن گیا۔^{۲۴}

سفارت کی متعدد اصطلاحات

۱۔ ایچی = عثمانی ترکوں کے زمانے میں ایچی ایک عام لفظ ہو گیا جو انگریزی میں AMBASSADOR اور عربی اصطلاح میں سفیر کے معنوں میں استعمال ہونے لگا۔^{۲۵}

۲۔ ڈپلومیسی

سفارت کو انگریزی زبان میں DIPLOMACY کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے معنی

۲۴
"THE MANAGEMENT OF INTERNATIONAL RELATIONS BY NEGOTIATION"

(۱) ڈپلومیسی گفت و شنید کے ذریعے بین الاقوامی تعلقات کا طریقہ کار ہے)

(۲) المنا میں ڈپلومیسی کے بارے میں لکھا ہے :-

۲۵
ڈپلوما سیہ تہ لطف و کیاسۃ (فی معاملۃ الناس) حسن التانی

(لوگوں کے معاملے میں عقل مندی اور مہربانی کا اظہار کرنا۔ عمدہ طریق سے ملنا)

۲- AMERICAN PEOPLES ENCYCLOPEDIA نے ڈپلومیسی کا معنی یوں لکھا ہے :-

“Diplomacy the art of conducting the intercourse and adjusting the mutual relations of nations.”

(ڈپلومیسی اقوام کے آپس میں باہمی معاملات کے تعلقات کا ایک فن ہے)

۳- انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہے :

“A little examination will show that

Diplomacy though closely associated with international law is a separate sphere of intellectual exertion.”

(ایک مختصر تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ ڈپلومیسی کا اگرچہ بین الاقوامی قانون کے ساتھ بہت قریبی رابطہ ہے، تاہم

وہ ایک ذہنی کاوش کی الگ الگ شکل ہے)

۵- ریاستوں کے درمیان جنگ کے بجائے باہمی گفت و شنید کے ذریعہ معاملات کو طے کرنے کے طریقے کار کو ڈپلومیسی کہا جاتا ہے۔ لیکن ابتدائی طور پر اس میں یہ خامی تھی کہ یہ خفیہ معاہدوں، خفیہ اتحاد و جارحیت کے غیر ذمہ دارانہ بلکہ دھوکہ دہی کے خطوط پر چلایا گیا جس سے اس لفظ کو بین الاقوامی تعلقات میں ایک خاص مدت تک اچھے معنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اسی کو دھوکہ دہی کا علم کہا جاتا تھا اور اسیوں صدی تک سفیر کو ایک دیا تنہا کاذب سمجھا جاتا تھا جو بی ریاست کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ کھلی گفت و شنید واقع شرائط کی بنیاد پر معاہدات و اتحاد کے طریقوں نے

ڈپلومیسی کو ترقی دے کر آج کے حالات میں ریاستوں کے درمیان تعلقات میں ایک خاص مقام دے دیا ہے اور
عملاً سیاسی نظام میں اب اس لفظ کو مخصوص اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔^{۳۲}
ڈپلومیسی کا لفظ کب استعمال کیا گیا؟

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں ہے۔

“The word diplomacy was first used
in English so late on 1796 by Burke^{۳۲}”

ڈاکٹر ٹری میس ڈپلومیسی کا لفظ سب سے پہلے ۱۷۹۶ء میں برکی نے استعمال کیا تھا:

سفارت اور ڈپلومیسی دونوں ایک ہیں

تاج العروس نے سفارت کا معنی قوم کے درمیان اصلاح یا صلح کی کوشش کرنا اور سفیر کو قوم کے
درمیان صلح کرانے والا یعنی ”دونوں فریقوں کے دل کی بات کو باہر نکال کر معاملہ کو صاف کر دیتا ہے“ بیان
کیا ہے۔ تقریباً اسی سے ملتا جلتا معنی آکسفورڈ انکلیش ڈکشنری میں DIPLOMACY کا لکھا گیا ہے، یعنی
ڈپلومیسی گفت و شنید کے ذریعہ بین الاقوامی تعلقات کا طریقہ کار ہے یا وہ طریقہ کار جس کے تحت ریاستوں کے
درمیان تعلقات قائم کئے اور برقرار رکھے جلتے ہیں وہ طریقہ کار جو سفیر یا سفارتی نمائندے معاملات
میں فنی طور پر استعمال میں لاتے ہیں وغیرہ۔^{۳۴}

کئی سال پہلے برطانوی سفیروں کی راہنمائی کے لئے آرنسٹ اسٹوڈ نے ایک کتاب
”GUIDE TO DIPLOMATIC PRACTICE“ لکھی تھی۔ جو عرصہ دراز تک سفارتی ہلانکا علم میں تھی
حیثیت رکھتی تھی۔ آرنسٹ نے لکھا ہے :-

”ڈپلومیسی ذہانت اور مہارت کے اس استعمال کو کہتے ہیں جو ریاستوں کی حکومتوں کے مابین سرکاری
تعلقات کے معاملے میں عمل میں لائی جاتی ہیں۔“^{۳۴}

ڈیپلومیسی کے مفہوم کے معاملے میں بعض ماہرین اکثر خارجہ پالیسی کو بھی اس میں ملا لیتے ہیں، حالانکہ خارجہ پالیسی ریاستوں کے درمیان تعلقات کا متبادل ہوتی ہے جبکہ ڈیپلومیسی دراصل وہ طریقہ کار ہے جس میں پالیسی پر عمل درآمد کے لئے جاری رہتا ہے۔^{۳۹}

خارجہ پالیسی ریاست کے ذمہ دار افراد بلکہ حکمران بناتے ہیں اور اس پر عمل ڈیپلومیسی کے ذریعے ہوتا ہے۔ تاہم خارجہ پالیسی کے طور پر ڈیپلومیسی کا مقصد ملکی سالمیت کا تحفظ پر امن ذرائع سے کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اگر جنگ ناگزیر ہو جائے تو یہ فوجی قوت میں معاون ثابت ہوتی ہے جس کی مثال دونوں جنگوں کے دوران طریقہ کار سے لی جاسکتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچی گئی ہے کہ سفارت اور ڈیپلومیسی تقریباً ہم معنی ہیں۔

سفارت کی اہمیت و ضرورت

سفارت کا عہدہ ایام قدیم سے چلا آ رہا ہے یعنی جب سے تہذیب و ثقافت اور ریاستی امور و قوانین وضع کئے گئے ہیں اس عہدہ کا پھر براعظم ریاست پورے آب و تاب سے لہرا رہا ہے۔ یونانی، رومی، ایرانی اور چینی سیاسیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کے ہاں عہدہ سفارت موجود تھا۔ زمانہ جاہلیت میں جب عرب معاشرتی لحاظ سے مختلف گروہوں، جماعتوں اور قبیلوں میں منقسم رہے اور ان میں صدیوں پرانی رقابتیں اور دشمنیاں چلی آ رہی تھیں، تب بھی وہ اصلاح احوال اور مل تنازعات کے لئے سفارت پر یقین رکھتے تھے۔ اور اپنے قبیلے سے سفارت کے لیے اس شخص کا انتخاب کرتے جو طلاق لسان، نفاست و بلاغت، ہمت و جرات، تہور و شجاعت اور معاملہ فہمی میں یکساں فوڈ گار ہوتا۔ اسلام کی آمد سے پہلے سفارت کے فرائض حضرت سیدنا ناریق اعظمؑ کے سپرد تھے۔^{۳۹}

انسان ہمیشہ اپنی معاشرتی زندگی کے مفادات کے حصول کی خاطر باہمی تعاون و اتحاد کے جذبے کو فروغ دینے کے لئے کوشاں رہا ہے۔ ابتدائی انسانی زندگی بہت محدود تھی۔ اس لیے معاشرے کا دائرہ چند نفوس اور خاندانوں پر مشتمل تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ زندگی کا یہ فائل قوموں کی شکل اختیار کر کے زمین کے مختلف خطوں میں آباد ہو گیا۔ اور اپنے زیر اقتدار خطہ زمین پر تسلط قائم کر کے ریاست و

حکومت کی داغ بیل ڈال دی۔ زندگی کی مادی وغیر مادی ضروریات کی تکمیل میں جب وسائل اس خطہ میں پورے طور پر میسر نہ آئے تو اپنی حدود کے باہر بھی ان کے حصول کی کوششیں شروع کر گئیں۔ جس سے بہر حال دوسری قوموں اور ریاستوں پر اثر ناگزیر ہوتا تھا۔ اس لئے مفادات کے اس کو اور نئے تنازعات کوڑے کھٹے۔ ریشٹوں میں اضافہ کیا، اختلافات کو براہ راست و دشمنوں میں شدت پیدا کی۔ راطالی جھگڑوں سے معاملے مکمل جگروں کی شکل اختیار کرتے رہے۔ قوت کے استعمال کی تباہی کے نتائج سے سبق حاصل کر کے انسان نے کچھ نو اور کچھ دو کے طریقہ کار کو جنم دیا۔ اور اختلافات کی بنیاد نینتے والے وسائل و مفادات میدان جنگ کے علاوہ گفت و شنید کے ذریعہ بھی طے کئے جلتے لگے۔ معاہدات میں شرائط طے ہوتی رہیں۔ اور یہ احساس ہر آن ترقی پذیر رہا کہ مفادات کے حصول میں حتیٰ ضرورت اور اعتدال کی راہوں کو اپنانے بغیر زندگی کا یہ نظام نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی ترقی کر سکتا ہے۔

ہم جب انسانی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہر دور کے تقاضوں کے مطابق ریاستوں اور حکومتوں کے اختلافات کی وجوہات ان کی شدت اور ان کا رد عمل، قوت اور عدم قوت دونوں صورتوں میں نظر آتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قبائل کے اختلافات سے جو جنگ شروع ہوتی تھی، وہ سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں جارحانہ و بوجہ امن مراحل سے گزر کر ہم تک پہنچی ہے۔

ہمارے سامنے بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کسی ایک ریاست نے اپنے مفادات کے حصول کی خاطر دوسری ریاست پر جنگ مسلط کر دی یا دوران جنگ بھی ایسے مواقع آئے کہ جنگ بند کرنے کے لئے باہمی شرائط پر اتفاق ہو سکے۔ یا جنگ کے بعد ہارنے اور جیتنے والوں کے درمیان معاملات کا واضح تعین کرنے کے لئے شرائط طے کی جاسکیں۔ ان تمام صورتوں میں گفت و شنید کی خاطر بعض افراد کو بحیثیت نمائندہ اور سفیر دوسرے حکمرانوں کے پاس بھیجا جاتا تھا جن کو نہ صرف ہر قسم کا تحفظ حاصل ہوتا تھا بلکہ انہیں بہت سی مراعات بھی دی جاتی تھیں۔ یہ سفیر اور بیگم رساں مسلمہ ذہانت اور مہارت تامہ کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قابل اعتماد بھی ہوتے تھے۔ انہیں اپنی حکومتوں کی طرف

سے ہر قسم کے اختلافی معاملات کو نپٹانے اور مفادات کے حصول کی خاطر طریقہ کار پر بات چیت کرتے
 کا آئی اختیار حاصل ہوتا تھا۔ تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ ان مخصوص افراد کو ریاستوں کے
 درمیان اختلافات کے تقاضوں کے پیش نظر امن اور جنگ کی صورت میں معاملات طے کرنے کے لئے
 بھیجا جاتا تھا اس کی مثالیں قدیم یونان کی تھری ریاستوں میں تعلقات کے دوران، قدیم ہندوستان،
 چین اور مصر کی بادشاہتوں سے دوسرے ممالک کے روابط کے دوران اور رومی سلطنت سے دوسری
 ہم عصر حکومتوں کے تعلقات وغیرہ کے دوران ملتی ہیں۔^{۴۱}

رومیوں نے تو ایسے معاملات طے کرنے کے لئے مذہبی راہنماؤں کی ایک جماعت مخصوص کر رکھی تھی
 جو صلح و امن کی شرائط طے کرتی تھی۔ اسلامی ریاست کے ابتدائی دور میں خود حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کی زندگی میں دوسری ریاستوں سے معاملات طے کرنے کے لئے نمائندے بھیجے جاتے تھے اور دوسری ریاستوں
 کے نمائندوں کو اپنے ہاں مدعو کیا جاتا تھا۔ معاہدات کی شرائط طے کرنے میں دونوں طرف سے ان
 نمائندوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں۔ صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط طے کرنے کا معاملہ اس کی ایک
 اعلیٰ ترین مثال ہے۔ پھر حال ہی نمائندے آگے چل کر سفیر کہلائے۔ انہی کی بدولت ریاستوں کے درمیان
 تعلقات کو ایک مؤثر ذریعہ تسلیم کر لیا گیا۔^{۴۲}

قرون وسطیٰ میں یورپ میں کلیسا اور بادشاہت کے درمیان اقتدار کی کشمکش کی طویل جنگ جاری
 تھی اس وقت اگرچہ مذہبی اور اعتقادی جہازوں نے مصلحت کی راہوں میں جذباتیت کو داخل کر دیا تھا
 لیکن پھر بھی سفیروں کی آمد و رفت برابر جاری رہی۔ اس سلسلے میں خاص بات یہ ہے کہ چونکہ زمانہ
 قدیم اور عہد وسطیٰ میں آمد و رفت کے ذرائع محدود تھے اور مواصلات کا نظام بالکل فرسودہ بلکہ نہ ہونے
 کے برابر تھا اس لئے اس طرح کے سفیروں کی ضرورت صرف کسی تنازعہ کی صورت میں پیش آتی تھی۔ یا زیادہ
 سے زیادہ امن کے زمانہ میں خیر سگالی کا جذبہ ابھارنے کے لئے ایسے لوگ تجھے تھامے بغیر دسے کہ بھیجے

جاتے تھے۔ لیکن ان کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہوتی تھی۔

سفارت کے مختلف ادوار

ارتقاء: قرن اول میں عثمانی بادشاہوں نے غیر سرکاری اور گرفت و شنید کے جذبے کے تحت

دوسرے مسلمان بادشاہوں کے ساتھ خاص مواقع کے لحاظ سے آپس میں سفارتی مشنوں کا تبادلہ کیا۔ ان مسلمان ممالک میں اناطولیہ، مصر، مراکش، ایران، ہند اور مشرق وسطیٰ شامل تھے۔^{۴۵}

عثمانی بادشاہوں کا خیال تھا کہ سولہویں صدی سے امیرتے ہوئے یورپ کے ساتھ سفارتخانوں

کا قیام عمل میں لا کر مستقل سفراء کے ذریعے مسلسل سفارتی تعلقات کا تجربہ کیا جائے اور یورپی ریاستوں

اور استنبول میں مستقل مشنری ادارے قائم کیے جائیں۔ تاہم عثمانی حکومت نے اس اسکیم کو ٹوٹرنیلنے

کے لئے اٹھارویں صدی کے خاتمے تک کوئی توجہ نہ دی اور صرف یورپی طاقتوں کے معاہدہ کی مضبوطی اور

استنبول میں خارجی مشنوں کے بارہ میں مراسلت ہی کو کافی سمجھا گیا۔^{۴۶}

۱۷۹۲ء میں سلیم ثالث نے یورپ میں مستقل طور پر سکونتی سفارت خانے قائم کرنے کا فیصلہ

کیا، جتنا پھر سب سے پہلا سفارت خانہ ۱۷۹۳ء میں لندن میں کھولا گیا۔ اسی کے بعد ویانا، برلن اور

پیرس میں بھی سفارت خانے کھولے گئے، لیکن جلد ہی یہ سفارت خانے یونانی افسروں کے چارج میں

چلے گئے۔ اور ۱۸۲۱ء میں یونانی جنگ آزادی کے خاتمے پر بالکل بند کر دیے گئے۔^{۴۷}

۱۸۳۰ء میں لندن، پیرس، ویانا اور برلن میں سفیر بھیج کر مستقل سفارت خانے کھولنے کا ایک

نیا قدم اٹھایا گیا۔ ۱۸۴۹ء اور ۱۸۶۷ء کو واشنگٹن امریکہ میں مزید سکونتی مشن قائم کئے گئے

اور وزارتِ خارجہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔^{۴۸}

عہدِ قدیم میں سفارت / ڈپلومیسی کے مقاصد

عہدِ قدیم میں سفروں کا مقصد صرف نامہ و پیام پہنچانا ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ ہر بات کو اسی

پیغام میں ظاہر کر دیں، بلکہ سفارت میں کسی مقاصد میں نظر ہوتے تھے۔

راستوں کے نشیب و فراز سے باخبر ہونا

سفیروں کے ذریعہ اس ملک کے راستوں کے نشیب و فراز سے آگاہی، ان کے پس منظر، دریاؤں، پہاڑوں، میدانی علاقوں، چراگاہوں اور بانی کے حصول کے ذرائع سے باخبر ہونا وغیرہ شامل ہوتا تھا۔^{۹۹}

جغرافیائی حالات سے آگاہی

سفیروں کو یہ ہدایت بھی کی جاتی تھی کہ وہ جس ملک میں سفیر بن گئے ہیں، وہاں کے جغرافیائی حالات کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کریں اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ کن کن علاقوں میں دریا، صحرا اور پہاڑ رکاوٹ بنتے ہیں اور فوجیں آ مارنے کے لیے کون کون سے مقامات موزوں اور مناسب ہیں۔ جاؤروں کے لیے چارہ کہاں دستیاب ہو سکتا ہے۔^{۵۰}

فوجی انتظامات کا جائزہ

سفیروں کے ذریعہ فوج کی تعداد، اسلحہ کے ذخائر، اس کی فراہمی کے انتظامات اور پولیس چوکیوں وغیرہ کی پوزیشن کا جائزہ بھی مقصود ہوتا تھا۔^{۵۱}

سربراہ مملکت کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا۔

سفیر سمجھے گا ایک مقصد بھی ہوتا تھا کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ سربراہ مملکت کے اخلاق کس قسم کے ہیں، وہ فیاضیاں اور سخاوتیں کس نوعیت کی کرتا ہے۔ اس کی ضیافتوں اور اس کے دربار کا کیا حال ہے۔ نشستوں کی ترتیب کیا ہے، شکار اور کھیلوں کے معاملے میں اس کے جذبات کیسے ہیں۔

کیا دوسروں کی بات سننے اور سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔ ظلم اور انصاف کے معاملے میں وہ کیا ہے۔

سفیر کا یہ فرض بھی ہوتا تھا کہ وہ معلوم کرے کہ بادشاہ بوڑھا ہے یا

جوان، جاہل ہے یا عالم، نیز اس کی مملکت آباد ہے یا ویران، اس کی نوع میں ابتری اور بے اطمینانی توہیں پائی جاتی، اس کے سپہ سالار تجربہ کار ہیں یا خود مغرض، رعایا کا معیار زندگی بلند ہے یا پست، حاکم بیدار مغز ہے یا غفلت کیش۔ نخیل ہے یا فیاض، اس کے مشیر اور امیر وزیر لائق اور قابل ہیں یا خود مغرض اور تاہل۔

وہ خود مایا نزار اور اعلیٰ کردار کا مالک ہے یا نہیں، اس کے حاشیہ بردار عالم فاضل اور سیاسی سوچر پوجہ کے حامل ہیں یا نہیں۔

اسے کون کون سی چیزیں پسند ہیں اور کن چیزوں کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ سے خواری میں کھل جاتا ہے یا ان کی طبیعت ایسے موقعوں پر قابو میں رہتی ہے۔

ان حاکموں میں مروت اور نرنگا: شفقت پائی جاتی ہے یا بالکل غافل ہیں، سنجیدگی اور متانت انہیں پسند ہے یا لطیفہ اور بذلہ سنجی۔

ان تمام معلومات کا قائدہ یہ ہو گا کہ اگر کبھی یہ فیصلہ ہو جائے کہ جس ملک میں سفیر گاہے، وہاں کے سربراہ کو زیر کیا جائے یا اس سے جنگ کی جائے۔ یا اس کے راز افاش کئے جائیں تو وہاں کے حالات سے کلی طور پر واقفیت ہونے کی تباہی ان مقاصد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی ہوگی۔ اچھی بڑی سمجھ باتیں پیش نظر رہیں گی اور وہی کیا جائے گا جو ضروری ہوگا۔^{۵۳}

ان تمام امور سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عہد قدیم میں ایک سفیر کی معرفت کتنی معلومات حاصل کی جاتی تھیں۔ اور سفیر کو کس قدر اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برکما ہونا پڑتا تھا۔

سفیر کی خصوصیات

سفیر جو حکم نہایت ہی ذمہ دار اور اہم شخص ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے تقرر کے سلسلے میں بہت ہی زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ سفارت اور ایلیگی گری کے لئے ایک ایسا شخص چاہئے جو بادشاہوں کی

صحبتوں میں بیٹھ چکا ہو، گفتگو میں دلیر، بات کا دھنی اور کم گو ہو۔

کافی سیاحت کر چکا ہو، ہر علم و فن سے متوہی بہت واقفیت رکھتا ہو، ذہین اور تیز حافظہ ہو، اس کی نظر ماضی پر ہو، اور اس کی شخصیت پرکشش اور جاذب نظر ہو، اگر ان خوبیوں کے علاوہ سفیر عمر رسیدہ اور عالم بھی ہو تو کیا کہنے۔

اگر سربراہ مملکت سفارت کے عہدہ کے لئے اپنے کسی خاص مقرب کا انتخاب کرے، تو اور زیادہ بہتر ہو گا، کیونکہ اس پر کئی اعتماد اور مہروسہ کیا جاسکے گا، شہوار، بہادر اور سپاہی قسم کا اگر سفیر ہو گا تو اس سے دوسرے ملک کے لوگوں پر اچھا اثر پڑے گا۔ وہ خیال کریں گے کہ ان کے ملک کے سبھی لوگ ایسے نڈر اور بہادر ہیں۔

سفیر اگر اونچے گھرانے سے تعلق رکھتا ہو گا تو اس کی خاندانی وجاہت بھی اس کی عزت افزائی کا باعث بنے گی۔ ۵۲

سفیر مختلف مذاواں کا ماہر ہونا چاہئے تاکہ سفارت کے حق کو پوری طرح ادا کر سکے اور جس ملک میں سفارتی مشن پر جائے تو وہاں کی زبانوں سے آگاہ ہو۔ تاکہ ان کی اپنی زبان میں باشندوں تک اصل بات پہنچا سکے۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں۔

”مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔“

دوسری روایت میں ہے کہ حضور نے یہود کا رسم الخط سیکھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔

”مجھے یہود کی کسی تحریر پر اعتماد نہیں ہے اس لئے ان کی زبانیں بھی سیکھو اور رسم الخط بھی۔“

سنن ابی داؤد کی روایت ہے۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ ان سے حضور نے فرمایا،

”میرے پاس ایسے خطوط بھی آتے ہیں جن کے متعلق میں پسند نہیں کرتا کہ انہیں ہر کوئی پڑھے۔ تو کیا تم سریانی یا عبرانی زبان سیکھ سکتے ہو، میں نے عرض کیا کہ ہاں سیکھ سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے، ۱ دن میں

وہ زبان سیکھی۔^{۵۲}

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حکمران کی طرف اپنا سفیر بھیجتے وقت اس بات کا خاص اہتمام کیا اور ایسے اہل طبعی کا انتخاب فرمایا۔ جو اس کے مرتبہ و حیثیت کے مطابق گفتگو کر سکے اور وہاں کی قومی زبان نیز ملک کے حالات سے واقف ہو۔^{۵۵}

سفیروں کا انتخاب

ابتداءً سفیروں کا انتخاب مملاتی محافظوں کے دستوں سے کیا جاتا تھا۔ بعد میں حکومت کے اہل کاروں اور علماء کی جماعت سے کیا جانے لگا۔ شروع میں ان کے گڑ اور ملازمت کے بارے میں غیر یقینی تھی۔ انیسویں صدی میں یورپین سفارتی اصطلاحات وضع کی گئیں اور وزارتوں اور مشنوں کی تکمیل کر کے ان کے سربراہ بھی مقرر کئے گئے کہ تو درجہ بندی کر دی گئی۔^{۵۶}

سفیر کے فرائض و ذمہ داریاں

سفیر کے حسب ذیل فرائض میں جنہیں حسن و خوبی سے نبھانا اور ذمہ داری سے انجام دینا اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے،

۱۔ سفیر حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے جس کو اپنے ملک کی طرف سے ملکی اعتبارات حاصل ہوتے ہیں اس کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنی حکومت کا ہم معاملات کے بارے میں دوسری حکومت سے گفت و شنید کرے اور وہاں کے سربراہ مملکت سے وقتاً فوقتاً ملاقات کر کے اپنی مملکت کے لئے حقوق و فرائض کا تحفظ کرے۔^{۵۷}

۲۔ سفیر کا معنی چونکہ لوگوں کے درمیان پردہ اٹھانا بھی آتا ہے اس لئے اس کا فرض ہے کہ حکومتوں کی رنجشوں کو

دود کرنے کے لئے ان کے سامنے صاف اور واضح حقائق کھول کر رکھ دے تاکہ ان کے درمیان صلح ہو جائے۔^{۵۸}

۳۔ سفیر کا ایک فرض قوم کے درمیان اصلاح یا صلح کی کوشش کرنا بھی ہے۔ جیسے حضرت علیؓ نے حضرت

مختارؓ سے فرمایا کہ لوگوں نے مجھے آپ کے اور اپنے درمیان سفیر بننے کے لئے کہا ہے یعنی انہوں نے مجھے سفیر بنا دیا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان صلح کرادوں!^{۵۹}

۴۔ سفیر کا ایک معنی مذہبی خیالات کی عکاسی کرنے والا بھی بتایا گیا ہے، اس لحاظ سے سفیر کے خوشگوار فریضہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے مذہبی خیالات کی عکاسی کرنے میں پوری تندی سے کام لے کر دیکھ دوسری حکومتوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کا ایک مقصد بھی ہوتا ہے کہ وہاں تبلیغی اور سفارتی مشن قائم کر کے اسلامی تعلیمات اور عقائد کی ترویج کی جائے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ سفیر میں مذہبی رجحانات اور ذہنی خیالات بدرجہ اتم موجود ہوں اور وہ اپنی دلچسپی کا اظہار بھی کرتا رہے، اور اس قسم کے عملی نمونے اور تاثرات چھوٹے سے کہو گدہ خود بخود اسلام کی صداقت اور حقانیت کو تسلیم کے بغیر نہ رہ سکیں۔

۵۔ سفیر کے ذرا لفظ منصفی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے ملک کے سربراہ کو ہر لحاظ بدلتے ہوئے حالات سے باخبر رکھنے اور اپنی کارکردگی کی رپورٹ باقاعدہ ارسال کرتا رہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفیر سے خصوصیت کے ساتھ حسن کارکردگی کی رپورٹ طلب فرمایا کرتے تھے۔^{۶۲}

حوالہ جات

- ۱۔ الراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن تحقیق محمد سعید کیلانی، مطبع مصطفیٰ البابی الخلیفی بمصر ۱۹۶۱ء ص ۲۳۳۔
- ۲۔ ابو الفضل محمد بن مکرم ابن منظور الاقربی المصری، لسان العرب، مطبع دار بیروت، ۱۹۵۵ء جلد ۳ ص ۳۷۔
- ۳۔ ایضاً
- ۴۔ لسان العرب 'سفارة' مطبع بیروت ۱۹۵۵ء، جلد ۳ ص ۳۵۔
- ۵۔ السید محمد مرتضیٰ الحسینی، تاج العروس، مطبع حکومت الکریت، کویت ۱۹۷۳ء جلد ۱۲

- ٦- المفردات في غريب القرآن، مطبع مصطفى الباقى بمصر ١٩٦١، ص ٢٣٣ -
- ٧- القرآن الحكيم ٢٢ - ٥٠
- ٨- القرآن الحكيم ٣ - ٤٩
- ٩- المفردات في غريب القرآن مطبع مصطفى الباقى بمصر ١٩٦١، ص ٢٣٣
- ١٠- الحسينى محمد مرتضى تاج العروس، مطبع الكويت ١٩٤٣، جلد ١٢، ص ١١
- ١١- "The Encyclopedia Americana by Americana Corporation, printed in the U.S.A, 1961 Edition, vol. 1 (A-ANNUALS), Page 970 d.
- ١٢- "The Encyclopedia of Islam, New Edition 1965 prepared by a number of leading Orientalists printed in the Netherland, 1965, vol 11 (ج-٥) P. 694, Art. Elci.
- ١٣- أيضاً
- ١٤- أيضاً
- ١٥- لسان العرب مطبع دار بيروت ١٩٥٥، بيروت جلد ٣، ص ٣٤٠
- ١٦- ابن منظور لسان العرب أيضاً
- ١٧- ابن منظور لسان العرب أيضاً
- ١٨- الرغبه الاصغرى للمفردات في غريب القرآن مطبع الباقى بمصر ١٩٦١، ص ٢٣٣
- ١٩- القرآن الحكيم ، ٨٢ = ١١

- ۳- القرآن الکریم ۸ = ۱۵ = ۱۹۰
- ۲۱- ایضاً ۲۲ = ۵
- ۲۲- ابن عبدالبر، الاستیعاب، مطبع دائرة المعارف حیدرآباد ۱۳۳۶ م، جلد دوم، ص ۴۱۵
باب عمر بن الخطاب
- ۲۳- W. Dill, American people Encyclopedia - ۲۳
(1910) vol. 7, p. 125, Diplomatic service.
- The Encyclopedia of Islam vol. - ۲۴
11 (C-G) P. 694, Art, Elci.
- The Encyclopedia of Islam, New - ۲۵
Edition 1965 vol. 11 (C-G) P. 694, Art, Elci.
- William little, The shorter Oxford - ۲۶
English Dictionary on Historical Principles,
Oxford Clarendon Press, Third Edition 1944,
vol. 1 (A-M) P. 514, word, Diplomacy.
- Hasan S. Karmi, Al-Manar, English - ۲۷
Arabic Dictionary printed in Beirut by
color press, First published 1971, page:
175 (word Diplomacy).
- Walter Dill, Scott, The American - ۲۸

peoples Encyclopedia, Chicago Spencer Press
INC. Printed in U.S.A. 1910 p.175 word
Diplomacy.

Encyclopedia Britannica, published by -٣٩
University of Chicago, Oxford, Cambridge
and London, printed in Great Bri-
tain 1951, vol. 7, p. 404, word Diplomacy

Oxford English Dictionary on Historical -٣٠
principles 1944, p. 514.

Encyclopedia Britannica p. 406 vol.7, word Diplomacy -٣١

Oxford Dictionary vol. 7, p. 406-7. -٣٢

Encyclopedia Britannica, published by -٣٣
University of Chicago, Oxford, Cambridge and
London in Great Britain 1951 vol.7. p. 404

-٣٤ الحبيبي محمد توفيق تان العروس، مطبع كويت، ١٩٤٣، جلد ١٢ ص ١١ لفظ سفر

William Little, the shorter Oxford English -٣٥
Dictionary, 3rd Edition, 1944 vol.1 p. 514.

W. Dill, The American peoples Encyclopedia -٣٦
Printed in U.S.A. 1910 vol.7, p. 125.

SATOW. S.E., A Guide to Diplomacy -٣٧

practice, Longman, New York, 1922

٣٨ - ايضاً

٣٩ - ابن عبد البر، الاستيعاب في معرفة الاصحاب، مطبع دائرة المعارف النظامية، حيدرآباد ١٣٣٧ هـ

طبع ثاني جلد دم، ص ١١٥، باب عمر بن الخطاب.

٤٠ - *Oxford Dictionary vol. 7, p. 406, The Encyclopedia*

Americana, printed in U.S.A. 1961 Edition vol. 3, p. 470 d.

٤١ - هييث ليند ويليروي - أودو ترجمه انصاري حيدرآباد، تاريخ جمهورية دما، دارالطبع جامع عثمانية حيدرآباد

دكن، ١٩٢٧، جلد ص ٤٣، ٤٦، ٣٢، ٩١، ٩٢، ١٠١، ٢٢٣

٤٢ - ايضاً جلد اول، ص -

٤٣ - ابن هشام، السيرة النبوية مطبع دار احياء التراث العربي بيروت، لبنان ١٩٤١، جلد سوم، ص

٣٢١ - ٣٣٣، باب امر المحمديّة والصلح بين رسول الله وبين سهيل بن عمرو.

٤٤ - الطبري ابن جرير، تاريخ الام والملوك مطبع المحيية المصرية ١٣٣٧ هـ، طبع اول جلد اول

ص ٥٢ -

٤٥ - *The Encyclopedia of Islam, vol. 11 (G-G)*
page. 694, Art, Elca.

٤٦ - ايضاً

٤٧ - ايضاً

٤٨ - ايضاً

٤٩ - طوسي نظام الملك، سياست نامرزيان فارسي، مطبع بردين وشرکانه ديجي پيرس ١٨٩١ هـ، جلد اول، ص ٨٤

٥٠ - ايضاً

٥١ - ايضاً

٥٢ - طوسی سیاست نامہ فارسی مطبع بروین انجی پیرس ١٨٩١ء باب ٢١ ص ٨٤

٥٣ - نظام الملک طوسی، سیاست نامہ زبان فارسی، مطبع بروین انجی پیرس ١٨٩١ء باب ٢١ ص ٨٤

٥٤ - سنن ابی داؤد، مسند ابن ابی شیبہ -

٥٥ - ابن سعد - طبقات جلد دوم - ص - ٢٣

٥٦ - *The Encyclopedia of Islam, New Edition*

Leiden, London, 1965, vol, 11 (C-G), p. 694.

٥٧ - *The Encyclopedia Americana Corporation U.S.A.*

1961, vol. 1 page 470 d, word Ambassador

٥٨ - ابراہم افضل ابن منظور الاقریبی المصری، لسان العرب، مطبع دار بیروت ١٩٥٥ء جلد ٢ ص ٣٤

لفظ سفر

٥٩ - الیڈ محمد تقی الحینی - تاج العروس مطبع حکومت الکویت، کویت ١٩٤٣ء جلد ١٢ ص ٣١ - لفظ سفر

٦٠ - لسان العرب جلد - ٢ ص ٣٥ لفظ سفارة

٦١ - *Encyclopedia of Islam, New Edition 1965*

vol. 11 (C-G) p. 694 Art, Elec.

٦٢ - طبرانی، خزینہ -